کشمیر کی جلتی وادی میں بہتے ہوئے خون کا شور سنو!

جب سے دنیا کا وجود عمل پزیر ہوا ھے۔اُسی دن سے نیکی اور بدی کا مقابلہ بھی جاری وساری ہے۔ظالم کا مظلوم کے خلاف ،طاقتور کا کمزور کے خلاف اور کافر کا حق کے خلاف ایک کھلا اعلانِ جنگ ہے۔اور یہ جنگ ازل سے ہے اور ابدتک جاری رہے گی۔ دُنیا اُس وقت تک چڑھتے سورج کو ہی سلام کرنے کی عادت رکھتی تھی۔نیکی وبدی میں امتیاز باقی نہ تھا،مظلوم کوظلم کی چکی میں پستے ہوئے دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے کا رواج عام تھا۔

اسلام جو کہ دین کامل کی حیثیت سے دُنیا میں مبعوث ہوا،اس نے ارمانوں کے خون میں لتھڑے مظلوم کوظالم کی چکی سے نکالکر گلے لگایا اور اُسکوظالم کا ہاتھ روکنے اور اسکے خلاف اپنے حق کے لئے سینہ سپر اور ڈٹ جانے کا سبق ازبر کروایا۔کافروں کے سامنے حق بات رکھ دی تو باطل اور طاغوتی قوتوں نے اس کو اس لئے رد کیا کہ انکی مرضی کے تعمیر کیے ہوئے محلات میں دراڑیں پڑنے کا اندیشہ لاحق ہونے لگا تھا۔اُن کے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ’’لات و منات‘‘ منہ کے بل رسوائی اور روسیاہی سے دھڑام سے زمین پر آرہے تھے۔جسکو اُنہوں نے اپنی نام نہاد عزت اور انا کا مسئلہ بنا یا ہوا تھا۔اُن کے چہروں کے زاویے اسلیئے بگڑ گئے کہ اسلام نے کمزور اور طاقت ور کے امتیاز کو ختم کر کے محمود اور ایاز کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا۔ اسلام نے صرف تقویٰ کی بنیاد پر کسی بھی شخصیت کی بڑھائی کو تسلیم کرنے کا درس دیا۔اسلام ہی وہ واحد دین کامل ہے جس نے عربی کی عجمی پر فوقیت ختم کر دی ،جس نے گورے اور کالے میں مساوات قائم کر دی

اسلام ہی نے رنگ ونسل کے فرق کو مٹا کر مہاجر اور انصار میں بھائی چارہ کی ایسی مثال قائم کی کہ میں چیلنج اور ذمہ داری سے کہتا ہوں دُنیا میں کہیں بھی اسکا ماڈل اور مثال ڈھونڈے سے نہ ملے گی ۔اوراسی بات نے حق اور باطل میں حدِ فاصل قائم کر دی ۔ارشادِ ربانی ہے "تم حق بات کہتے رہو چاہے یہ اُن (کافروں) کو نا گوار ہی گزرے۔" اسلام نے جہاں مظلوم کو ظالم سے رہائی دلائی وہاں اسنے ظالم کا ھاتھ بھی روکا،اور آنکھ کے بدلے آنکھ ،کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت کا فقید المثال قانون بنا کر مظلوم کی دادرسی کی راہ نکالی۔اسی لئے **امر بالمعروف** کے ساتھ ساتھ **نھی عن المنکر** کا بھی درس دیا،تاکہ معاشرتی بگاڑ کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ برائی کو روکا جاسکے۔اسی بنا پر مظلوم کی گردن چھڑانے کا حکم دیا۔اللہ تعالیٰ ’’سورۃ نساء آیت نمبر 75 میں ارشاد فرماتے ہیں’’ بھلا تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کے رستے میں قتال کیلئے نہیں نکلتے، کمزور مرد اور عورتیں اور بچے تمہیں پکار رہے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں’’ ہمارے رب ہمیں ایسی بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس سے دوست اور مدد گار بھیج‘‘

کیا تم مظلوم اور کمزور عورتوں کو ظلم کے نیچے سے آزاد نہ کرواؤ گے،اُنکی فریاد پر مدد کو نہ نکلو گے۔اسی بنا پر قُرآن نے جہاں **کُتِبَ عَلَیکُمُ الصیام** کا حکم دیا وہیں اس نے **کُتِبَ عَلَیکُمُ القِتَالُ** کا حکم دیا۔اور پھر تاریخ نے دیکھا کہ سترہ سالہ نوجوان نے المدد۔المدد پکارتی ایک اسلامی بہن کی صدا پر عرب کے ریگستانوں سے طوفان بن کر اُٹھا اور دیبل کے ایوانوں کی مظبوط بنیادوں کو اپنی بہن کی عزت بچانے کے لئے تہہ و بالا کر دیا ،اور مورخ کو وہ دن بھی یاد ہوگا کہ جن محلات کی غلام گردشوں میں جہاں مظلوموں کی دردناک اور دل ہلا دینے والی چیخوں سسکیوں اور آہوں کے تعاقب میں شیطانی قہقہوں کی آوازیں رقص کیا کرتی تھیں وہیں اللہ اکبر کی مطہر صدائیں بلند ہونے لگی۔اور محمد بن قاسم نے ایک مظلوم لڑکی کی مدد کی پکار پر وہ حدیث زندہ کی جب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے سامنے ایک مظلوم لڑکی نے چیخ کر کہا" محمد میں تیرے گھر کے سامنے لٹ گئی" تو نبی کریم ﷺ اس کو بچانے کے لئے اسقدر تیزی

سے بھاگ کے چادر آپ کے کندھوں سے گر گئی۔

مگر آج کتنی ہی مسلمان بیٹیوں کی دلخراش چیخیں، کتنی ہی نوجوان بیٹوں کے لاشوں پر ماتم کناں ماؤں کی آہ و بکا اور کتنے ہی جنت نظیر وادی کے خوبصورت سپوتوں کے بہتے ہوئے خون کا شور ہمارے پردہء سماعت سے ٹکراتا ہے، مگر ہم نے آنکھیں تو بند کی ہی تھیں اپنے کانوں کو بھی بہرہ کر لیا ہے۔ کہاں گئی وہ پلید یو این او جسکو انسانی حقوق کا بڑا دعویٰ ہے۔ کہاں ہے وہ ایمونسٹی انٹر نیشنل کی تنظیم جو انسانی حقوق کی پاسداری اور غم میں پگھلی جا رہی تھی، لاؤ دنیا کے منصفوں کی نام نہاد این جی اوز کو دیکھاؤ میرے کشمیر جنت نظیر کی لہو لہو وادی کی ایک ایک گلی کو، پوچھئے ان سے یہ کیسا موسم بہار ہے جہاں لہو کی دھار ہے، پھول بھی یہاں لہو میں ڈوبے ہوئے ہی کھلتے ہیں۔

یہاں لہو وہاں لہو۔ لہو لہو۔ میری کتنی ہی معصوم بیٹیوں کی عزتیں روزانہ تار تار ہوتی ہیں، کتنی ہی چونریاں سر سے کھینچ لی جاتی ہیں۔ کتنی ہی چاردیواروں کا احترام پامال کیا گیا ہے لیکن نام نہاد این جی اوز تو صرف اور صرف اُن لڑکیوں کو پناہ میں لیتی ہیں جو اپنے والدین کے سفید ہوتے ہوئے بالوں میں خاک اُڑا کر، بھائی کی گردن جھکا کر، خاندان کی ناک کٹوا کر گھر سے بھاگے، پھر NGOS متحرک ہونگی۔ مگر کشمیر میں اندوناک اور دلخراش معصوموں کی چیخوں سے ان کے دل نہیں دہلتے، مسلمانوں پر کافروں کے ظلم کی تصادیر سے انکی آنکھیں نہیں ڈبڈباتی مگر اپنے والدین کی پگڑی اُچھال کر، عزت و ناموس کی دھجیاں اُڑا کر گھر سے بھاگ کر آنیوالی پر ہونے والے نام نہاد ظلم کے لئے ایکے مگر مچھ کے آنسو ہی خشک نہیں ہوتے۔

میں جھوٹ کے سورج سے نہیں لایا ہوں کرنیں
میں نورِ صداقت کے لئے خود ہی جلا ہوں

قارئین! وہی جنت نظیر وادی جو کل تک اپنے حُسن میں یکتا تھی، جس کی خوبصورتی کے چرچے دُنیا میں ہر خاص و عام کی زبان پہ تھے۔ جہاں چناروں کے گلنار کھلتے تھے، جہاں ڈل جھیل میں شام اُتر کر نہاتی تو فضا ایک عجیب سحر میں ڈوب ڈوب جاتی۔ مگر آج چناروں کے پھولوں کی جگہ کافروں کے ظلم کی دہکائی ہوئی آگ نے لے لی۔ جن ہواؤں میں کبھی دیار اور چیڑ کی مہک رچی بسی تھی مگر آج وہاں کی فضائیں بارود اور دھوئیں کی پُرتعفن بُو سے بوجھل ہیں۔ جہاں محبت اور انسانیت کے دیپ جلتے تھے وہاں اب نفرت کے پودے دشمنی کے تناور درخت بن گئے ہیں۔ اور یہ تو ایک دن ہونا ہی تھا کہ ایک آزاد قوم کو کتنی دیر تلک پابہ زنجیر پابند، سلاسل رکھا جا سکتا ہے، اور پھر ہر چیز کی کوئی تو قیمت ہوتی ہے اور آزادی بھی قیمت مانگتی ہے۔

خون کی قربانی، سر کی قربانی، جان کی قربانی، مال کی قربانی۔ اسلام کی ایک پُر وقار اور عظیم شخصیت نے کہا تھا کہ ”کوئی بھی قوم اگر مرنے کا ارادہ کر لے تو دُنیا کی کوئی طاقت اُسے مار نہیں سکتی، ہرا نہیں سکتی“

جب وقتِ شہادت آتا ہے
دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں
جو حق کی خاطر جیتے ہیں
مرنے سے نہیں وہ ڈرتے ہیں
(جگر)

اب قوم کے نوجوانوں کے سینوں میں شہادت کی تڑپ جاگی ہے، کہ سوئی ہوئی قوم کے جاگتے بزرگوں کی دُعائیں رنگ لائی ہیں۔ اُنہوں نے قوم کو اب اپنے اسلاف کا بھولا ہوا درس پھر یاد کروایا کہ " گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی کہیں بہتر ہے" اور کسی شاعر نے تو تمام تاریخ کا نقشہ صرف ایک ہی شعر میں کھینچ کر رکھ دیا۔

کشمیر ایک شیر ہے مگر سویا ہوا
جاگے گا تو ہو جائے گا مشکل سے سنبھالا

اب سرسبز و شاداب وادی میں صبح بھی لہو رنگ شفق سے طلوع ہوتی ہے اور شام بھی خون آلود سورج کے ساتھ مغرب میں اترتی ہے اور چٹی چمڑی اور کالے دل والوں کے منہ کو رنگتی ہوئی پوچھتی ہے کہ کہاں ہے وہ تمھارے انسان دوستی کے بلند و بانگ دعوے؟ آؤ تمہیں دیکھاؤں کہ آج وادی میں کتنے ہی معصوم اور بیگناہ بچوں کے خون سے ہاتھ رنگے گئے، کتنی ہی عصمتوں کے آنچل ان کے والدین کے سامنے ہی نوچ لئے گئے، کتنے ہی ننھے پھولوں کو اُن کے کھلنے سے پہلے ہی مسل دیا گیا۔ مگر کافروں کی اس وحشیانہ بربریت کے لئے کوئی زبان واں نہیں ہوتی۔ کیونکہ ظلم و بربریت کا نشانہ بننے والوں کا قصور یہ ہے وہ مسلمان ہیں۔

کہاں ہے وہ گندی جنرل اسمبلی جسمیں کشمیر میں آزادی کے لئے 54 سالوں سے جمع کرائی گئی قرار دادوں کے اُونچے اُونچے ڈھیروں سے بھی زیادہ اونچے کشمیری بہادر بیٹوں کے لاشوں کے انبار ہیں۔ جو اُسے نظر نہیں آتے۔ اُنہوں نے اس لئے اپنے کان اپنی آنکھیں اور اپنی زبانیں صرف اور صرف اس لئے بند کی ہیں کہ مسلمان کا

باقی صفحہ نمبر 23 پر